سیر ت امام سجاد علیہ السلام

علی کاظم

مجتمع زبان و فرهنگ شناسی

مقدمہ

تمام حمد وثناءاس قادر مطلق ذات کے لیےجس کی نعمتوں شمار نہیں کیا جاسکتا ہےاس کی کمال ذات کی کوئی حدمعین نہیں ہے اس کے لیے

توصیفی الفاظ ہیں۔اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا،اپنی
رحمت سے ہواؤں کو ،سمندر کی روانی پرچلایا ۔
دین کی ابتداء خدا کی معرفت ہے ۔کمال معرفت اس کی تصدیق
ہے،کمال تصدیق اس کی توحید ہے۔کمال توحید تنزیہ و اخلاص ہے۔
اسی لیے انسان کو کمال تک پہچانے کے لیے خدا نے انبیا ءو اوصیاء کو
مبعوث کیے،جب رسالت و بعثت کا سلسلہ ختم ہوا تو خداوند عالم کی
طرف سے امامت کا سلسلہ شروع ہوا۔انہی امامان میں سے ایک
ستارے امام سجاد ؑ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا نام نامی، اسم گرامی روحانی
اقدار کے بہترین نمونے کے طور پر ہمارے سامنے آتا ہے۔ زہد وتقویٰ اور
عبادت سمیت انسان کی تمام خوبیوں اور اعلیٰ صفات و کمالات کو
دیکھا جائے تو وہ ایک ایک کر کے امام سجاد علیہ السلام میں واضح
طور پر موجود ہیں، جب ہم خاندان رسالت پر نظر ڈالتے ہیں تو امام
سجاد علیہ السلام چودہویں کے چاند کی مانند دمکتے ہوئے نظر آتے
ہیں۔ اس عظیم خاندان کا ہر فرد اپنے اپنے عہد کا بے مثال انسان ہوتا
ہے۔ اگر ہم ان کے کردار و عمل کو دیکھیں تو ہمیں ماننا پڑے گا اسلام
کی تمام تر جلوہ آفرینیاں، ایمان کی ساری ضوفشانیاں آپ میں
موجود ہیں۔

۱۔نام و نسب:

امام زین العابدین ؑ خاندان رسالت کی چوتھی کڑی آپ علی بن
ابی طالب کے صاحبزادے حضرت امام حسین کے بیٹے ہیں ، علی بن
حسین ان کا نام ہے ، قرشی اور ہاشمی ہیں ، ابوالحسن ان کی کنیت
ہے، ابو الحسن ، ابو محمد اور ابو عبدالله بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت امام حسین اپنے والدِ ماجدعلی سے اظہارِ عقیدت کے لئےاپنے
بچوں کے نام علی رکھتے تھے ۔اسی مناسبت سے زین العابدین کا نام
بھی علی ہے اور کنیت ابومحمد ،ابوالحسن ، ابوالقاسم اور ابوبکر
ہے،جبکہ کثرتِ عبادت کے سبب آپ کا لقب سجاد ،زین العابدین،
سیدالعابدین اور امین ہے۔

سیرت و اخلاق امام سجاد :

حضرت امام سجاد(ع) بہت ہی عظیم اوصاف، اعلی ترین اخلاق اور بلند ترین صفات کے مالک تھے اور لوگوں کے ساتھ اِس اخلاق سے ملتے تھے کہ ہر ملنے والا آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا، آپ ہمیشہ لوگوں کی حاجات اور ضرورتوں کا خیال رکھتے اور اپنا تعارف کروائے بغیر ان کے گھروں میں ان کی ضرورت کی اشیاء پہنچادیتے۔ ہم اس مختصر تحریر میں چند روایات نقل کرتے ہیں:

1۔ عن عمرو بن ثابت: انه لمّا مات علي بن الحسين (ع) فغسلوه، جعلوا ينظرون إلى آثار سواد في ظهره وقالوا: ما هذا؟ فقيل: كان يحمل جرب الدقيق ليلا على ظهره يعطيه فقراء أهل المدينة.

عمر بن ثابت کہتا ہے: جب امام علی بن حسین(ع) کی وفات ہوئی اور انھیں غسل دیا گیا تو غسل دینے والے ان کی کمر پر سیاہ نشانات دیکھنے لگے اور کہنے لگے: یہ کیا ہے؟ تو کسی نے انھیں بتایا کہ: امام زین العابدین(ع) رات کو آٹے کی بوریاں اپنی کمر پر اٹھا کر اہل مدینہ کے فقراء میں تقسیم کرتے تھے اور یہ انھی بوریوں کے نشانات ہیں۔

2 ۔ وروى زرارة في علي بن الحسين (ع) قوله: لقد حج على ناقة عشرين حجة فما قرعها بسوط.

زرارہ سے مروی ہے: حضرت امام زین العابدین(ع) ایک اونٹنی پر سوار ہو کر بیس مرتبہ حج کے لیے گئے لیکن کبھی ایک مرتبہ بھی اسے چھڑی سے نہ مارا۔

3۔ وروي أيضا أنه قيل له: إنک أبر الناس ولا تأكل مع أمک في قصعة وهي تريد ذلک فقال (ع): (أكره أن تسبق يدي إلى ما سبقت إليه عينها)

زرارہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ کسی نے حضرت امام سجاد(ع) سے کہا: آپ لوگوں میں سے سب سے زیادہ نیک و برگزیدہ

ہیں لیکن آپ اپنی والدہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا نہیں کھاتے
حالانکہ وہ یہ چاہتی ہیں؟ تو امام سجاد(ع) نے فرمایا: میں یہ پسند
نہیں کرتا کہ میرا ہاتھ اس لقمہ کی طرف سبقت لے جائے جس لقمہ
کی طرف میری ماں کی آنکھیں سبقت لے چکی ہیں۔

امام سجاد(ع) کی عبادت:

ہم حضرت امام سجاد(ع) کی عبادت کے بارے میں اس سے زیادہ کیا
لکھ سکتے ہیں کہ تاریخ نے آپ(ع) کو "زین العابدین" اور "سید
الساجدین" کا لقب دیا اور سجاد کے نام سے یاد کیا۔ تاریخی کتب میں
حضرت امام سجاد(ع) کی عبادت کے بارے میں موجود روایات کو پڑھ
کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ہم فقط چند روایات پیش کرتے حاصل
کرتے ہیں:

1۔ روي أنه سقط له بن في بئر، فتفزّع أهل المدينة لذلک حتی أخرجوه،
وكان(ع) قائما يصلّي فما زال في محرابه، فقيل له في ذلک فقال(ع):
(ما شعرت، إني كنت أناجي ربا عظيما)

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام سجاد(ع) کا بیٹا کنوئیں میں
گر گیا تو اہل مدینہ نے بہت زیادہ چیخ و پکار شروع کردی اور پھر امام
کے فرزند کو کنوئیں سے نکال لیا، اس دوران حضرت امام سجاد(ع)
محراب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے، جب بعد میں آپ(ع) کو اس
واقعہ کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا:مجھے کچھ محسوس نہیں
ہوا میں اس دوران اپنے عظیم پروردگار سے مناجات کر رہا تھا۔

2۔ وعن طاووس أنه قال: رأيت رجلا يصلي في المسجد الحرام تحت
الميزاب، يدعو ويبكي في دعائه، فجئته حين فرغ من الصلاة فإذا هو
علي بن الحسين(ع) ، فقلت له: يا بن رسول الله رأيتک على حالة كذا
ولک ثلاثة أرجو أن تؤمنک من الخوف، أحدها انک ابن رسول الله،
والثاني: شفاعة جدک، والثالث: رحمة الله، فقال: (يا طاووس، أمّا إني
بن رسول الله فلا يؤمنني وقد سمعت الله تعالى يقول: «فَلَا أَنسَابَ
بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءلُونَ»،

وأما شفاعة جدي فلا تؤمنني لأن الله تعالى يقول: «وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ
ارْتَضَى»، وأما رحمة الله فإن الله تعالى يقول «إنها قريبة من

المحسنين» ولا أعلم أنّي محسن)
طاؤوس کہتا ہے کہ میں نے ایک دن مسجد الحرام میں میزاب کے نیچے ایک نمازی کو دیکھا کہ جو دعا کر رہا تھا اور دعا میں بہت گریہ کر رہا تھا، جب اس آدمی نے نماز ختم کی تو میں اس کے پاس گیا تو دیکھا تو وہ امام علی بن حسین (ع) ہیں۔ میں نے امام(ع) سے کہا: اے اللہ کے رسول کے فرزند!میں نے آپ کو اس حالت میں د یکھا ہے حالانکہ آپ کے پاس تین ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں مجھے امید ہے کہ وہ آپ کو خوف سے امان دے سکتی ہیں ان میں سے پہلی چیز یہ ہے کہ آپ رسول خدا(ص) کے فرزند ہیں، دوسری چیز آپ کے جد امجد کی شفاعت ہے اور تیسری چیز خدا کی رحمت ہے۔ امام سجاد(ع) نے یہ سن کر فرمایا: اے طاؤوس جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں رسول خدا کا فرزند ہوں تو یہ چیز مجھے امان نہیں دے سکتی کیونکہ میں نے خدا کا یہ فرمان سن رکھا ہے "اس دن ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ رہے گی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے" اور جہاں تک میرے جد امجد کی شفاعت کی بات ہے تو وہ بھی مجھے امان نہیں دے سکتی "کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے وہ صرف اسی کی شفاعت کریں گے جس سے اللہ راضی ہو گا" اور جہاں تک خدا کی رحمت کی بات ہے تو اللہ فرماتا ہے "خدا کی رحمت محسنین کے قریب ہے اور میں یہ نہیں جانتا کہ میں محسن ہوں یا نہیں"۔

دعاؤں کے ذریعے سے دین اسلام کی نشرواشاعت:

حضرت امام سجاد(ع) کی دعاؤں میں سے صرف چند دعائیں ہی ہم تک کتابی صورت میں پہنچیں ہیں امام سجاد کی احادیث کی اشاعت کے لیے انجام دی جانے والی گران قدر خدمات آپ کی دعاؤں پر مشتمل کتاب "صحیفہ سجادیہ " کے ذریعے مزید نمایاں ہوتی ہیں یہ عظیم کتاب مکتب اہل بیت کے ماننے والوں کے لیے قرآن اور نہج البلاغہ کے بعد اہم اور مقدس کتابوں میں سے شمار ہوتی ہے اس میں امام سجاد کی ۵۴ دعائیں ہیں لیکن ان دعاؤں میں موجود عظیم ترین مفاہیم و معانی کے لعل و جواہر کو مد نظر رکھتے ہوئے با بصیرت لوگ دعاؤں کے اس مجموعہ کو "زبور آل محمد" کہتے ہیں ان دعاوں میں

امام سجاد نے ستائش خدا کے ساتھ انسانی تربیت کے بہت سے رہنما نکات بیان فرمائے ہیں ان دعاؤں نے عارفین کے دلوں کو حرمِ خدا اور معرفتِ الٰہی کی ناقابلِ تصور بلندیوں تک پہنچا دیا، عابدوں کے لیے محرابِ عبادت میں وہ لذت مہیا کردی کہ جس نے ان کے لیے فانی دنیا کی لذتوں کو بے معنی کر دیا، زاہدوں کو ایسا زادِ راہ عطا کیا جس سے وہ دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہو گئے۔
معروف عالم دین آقا بزرگ تہرانی نے اپنی کتاب "الذریعہ الی تصانیف الشیعہ "میں صحیفہ سجادیہ کاترجمہ اس طرح کیا ہے"پہلی صحیفہ جس کا اسناد امام زین العابدین ؑ تک متصل ہوتے ہیں کو "اخت القرآن "،انجیل اہل بیت"اور زبور آل محمد کہا جاتا ہے اور اس کو صحیفہ کاملہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔[وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ ، ج ۱۱،ص۱۳۱]

خطبات کے ذریعے دین اسلام کی نشرواشاعت:

حضرت امام سجاد(ع) نے اپنی سیرت اور نہج کے ذریعے کبھی بھی گوشہ نشینی، صوفیت یا رہبانیت کی نمائندگی نہیں کی، امام سجاد(ع) نے سانحہ کربلا سے ناقابل تصور صدمہ اٹھایا اور اس کے بعد اپنی سیرت و کردار اور سچے گفتار و بیان کے ذریعے جہاد اپنے گرد موجود لوگوں کو ایسے ہدایت یافتہ گروہوں میں تبدیل کر دیا کہ جنہوں نے ظالموں کے دلوں میں زلزلہ برپا کر دیا اور ان کے تاج و تخت کو ہلا کر رکھ دیا۔ جب اسیرانِ کربلا کا قافلہ ابن زیاد ملعون کے دربار میں لایاگیا تو اس لعین نے امام سجاد(ع) کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو کسی نے بتایا کہ یہ علی بن حسین(ع) ہے۔ تو ابن زیاد لعین کہتا ہے: علی بن حسین کو تو اللہ نے قتل نہیں کردیا؟ یہ سننا تھا کہ امام سجاد(ع) نے نہایت شجاعت اور بغیر کسی خوف و ڈر کے گرجتی ہوئی آواز میں اس ملعون سے کہا: میرا ایک بھائی تھا جس کا نام علی بن حسین ہے لوگوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس لہجے میں یہ جواب سن کر ابن زیاد ملعون نے کہا:لوگوں نے نہیں بلکہ اسے اللہ نے قتل کیا ہے۔ امام سجاد(ع) نے رسول خدا(ص) سے ورثے میں ملنے والی دانائی اور امیر المومنین(ع) کی شجاعت کے ساتھ اس ملعون کو اپنے دلیرانہ لہجے میں کہا: اللہ تو موت کے وقت روحوں کو قبض کرلیتا ہے،اور جو ابھی نہیں مرا اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ ابن زیاد

ملعون نے جب یہ جواب سنا تو اس نے کہا: تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھے جواب دیتے ہو، پھر اس ملعون نے جلادوں سے کہا: اسے لے جا کر اس کی گردن اڑا دو۔ اس ملعون کی یہ بات سنتے ہی حضرت زینب(ع) نے بڑھ کر فرمایا: اے ابن زیاد تو ہم سے میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا، اگر تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو تو اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دو۔ امام سجاد(ع) نے فرمایا: اے میری پھوپھی جان آپ مجھے اس سے بات کرنے کی مہلت دیں۔ پھر امام سجاد(ع) نے ابن زیاد ملعون کو مخاطب کر کے اپنے علوی لہجے میں فرمایا: اے ابن زیاد کیا تم مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہو؟ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ قتل ہو جانا تو ہماری عادت ہے اور شہادت تو ہمارے لیے اللہ کی طرف سے عطا کردہ سعادت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اہلبیت امام حسین ؑ کا اسیر ہونا۔آپ ک مقدس انقلاب کو کامیابی تک پہنچانے میں بڑامؤثر ثابت ہوا۔چوتھے امام نے اسیری کے زمانے میں ہرگز تقیہ نہیں کیا اور کمال بردباری اور شہامت کے ساتھ تقریروں اور خطبوں میں واقعۂ کربلاکو لوگوں کے سامنے بیان فرمایااور حق اور حقیقت کا اظہار کرتے رہے۔مناسب موقع پر خاندان رسالت کی عظمت کو لوگون تک پہنچاتے رہے ،اپنے پدر بزرگوار کی مظلومیت اور بنی امیہ کی کے ظلم و ستم اور بے رحمی کو لوگوں کے سامنے واضح کرتے رہے۔ امام سجاد سانحہ کربلا کے بعد تمام هم و غم او رالم و دکھوں کے باوجود معاشرے کے درمیان رہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد آپ کے گرد جمع ہو گئی اور چشمہ امامت سے سیراب ہونے لگی، آپ کے علم و فضل، بزرگی و دانائی اور فضائل و مناقب کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔

امام سجاد ؑ اپنے زندگی کے کچھ ایام بیماری کی حالت میں ہونے ک باوجود مذہب اہل بیت علیہم السلام تبلیغ کرتے رہے، یہاں تک کہ کربلا کے میدان میں ،اسیری کوفہ ،اسیری شام، اور مدینہ میں واپسی کے بعد بھی ہر موڑ پر دین کے علم کواونچا رکھا۔اور انسانوں کو معارف الہیٰ تک پہنچانے کے لیے کتب دعاؤں،خطبات وتقاریراور عمل کے ذریعے لوگوں کی رہنمائی کئے۔